تقریر

تقریر بابت مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

"خادمِ نوعِ انسان"

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِيۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ (التوبۃ:33)

کہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اِسے سب دینوں پر غالب کر دے۔

مرا مقصود و مطلوب و تمنّا خدمتِ خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

میرا مقصود، میرا شوق، میری آرزو خدمتِ خلق ہے۔ یہی میرا کام، یہی میرا دین، یہی میرا احسن رفتار اور یہی میری راہ ہے۔

معزز سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو "خادمِ نوعِ اِنسان" قرار دیا۔ مجھے آج اِنہی الفاظ کو موضوعِ سخُن بنا کر گفتگو کرنی ہے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"یاد رہے کہ انجیلوں میں دو قسم کی پیشگوئیاں ہیں جو حضرت مسیح کے آنے کے متعلق ہیں۔ ایک وہ جو آخری زمانہ میں آنے کا وعدہ ہے وہ وعدہ رُوحانی طور پر ہے اور وہ آنا اُسی قسم کا آنا ہے جیسا کہ ایلیا نبی مسیح کے وقت دوبارہ آیا تھا۔ سو وہ ہمارے اس زمانہ میں ایلیا کی طرح آچکا ہے اور وہ یہی راقم ہے جو **خادمِ نوعِ انسان** ہے جو مسیح موعود ہو کر مسیح علیہ السلام کے نام پر آیا۔"

(مسیح ہندوستان میں، رُوحانی خزائن جلد 15 صفحہ:38)

سامعین! دنیا میں ظہور پانے والے تمام انبیاء اور رسولوں کی تعلیمات اور عملی نمونہ کے دو ہی حصّے ہمیں نظر آتے ہیں۔ اوّل حقوقُ اللہ اور دوم حقوقُ العِباد۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس حوالہ سے فرمایا کہ

"ہمارے بڑے اصول دو ہیں۔ اوّل خدا تعالیٰ کے ساتھ معاملہ صاف رکھنا دوسرے اس کے بندوں کے ساتھ ہمدردی اور اخلاق سے پیش آنا۔"

اور پھر فرمایا کہ

"ہمارا یہ اصول ہے کہ کل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اُٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اس کے چھڑانے کے لئے مدد نہیں کرتا تو مَیں تمہیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں۔"

(سراج منیر، روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 28)

حقوقُ العباد کو ہم کئی نام دے سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی مخلوق سے شفقت، حقوق العباد کی بجا آوری، غرباء کے ساتھ اچھا سلوک اور خدمت انسانیت وغیرہ۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بطور "خادمِ نوعِ انسان" اِس اہم موضوع پر بہت کچھ کہا، اپنے پیروکاروں کو بارہا اِس طرف توجہ دلائی اور اپنے عملی نمونہ سے اِس اہم، ضروری امر کو اپنے متبعین کو دکھلا کر سمجھایا کہ خدمتِ انسانیت اِس کو کہتے ہیں۔ "خادمِ نوعِ انسان" کے الفاظ خود اپنی ذات میں اتنے مبارک اور اہمیت کے حامل ہیں کہ اِن الفاظ کو

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان "سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُهُمْ" کا ترجمہ یا تشریح قرار دیا جاسکتا ہے۔ مَیں آج آپ حاضرین کے سامنے آپؑ کے فرمودات اور عملی نمونے ساتھ کے ساتھ بیان کروں گا۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"اس تاریکی کے زمانہ کا نور مَیں ہی ہوں۔ جو شخص میری پیروی کرتا ہے وہ ان گڑھوں اور خندقوں سے بچایا جائے گا جو شیطان نے تاریکی میں چلنے والوں کے لئے تیار کئے ہیں۔ مجھے اُس نے بھیجا ہے کہ تا مَیں امن اور علم کے ساتھ دنیا کو سچے خدا کی طرف رہبری کروں اور اسلام میں اخلاقی حالتوں کو دوبارہ قائم کر دوں اور مجھے اُس نے حق کے طالبوں کی تسلّی پانے کے لئے آسمانی نشان بھی عطا فرمائے ہیں اور میری تائید میں اپنے عجیب کام دکھلائے ہیں اور غیب کی باتیں اور آئندہ کے بھید جو خدائے تعالیٰ کی پاک کتابوں کی رو سے صادق کی شناخت کے لئے اصل معیار ہے میرے پر کھولے ہیں اور پاک معارف اور علوم مجھے عطا فرمائے ہیں اس لئے ان رُوحوں نے مجھ سے دشمنی کی جو سچائی کو نہیں چاہتیں اور تاریکی سے خوش ہیں۔ مگر مَیں نے چاہا کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے نوع انسان کی ہمدردی کروں۔ سو اِس زمانہ میں عیسائیوں کے ساتھ بڑی ہمدردی یہ ہے کہ ان کو اِس سچے خدا کی طرف توجہ دی جائے جو پیدا ہونے اور مرنے اور درد دکھ وغیرہ نقصانوں سے پاک ہے۔ وہ خدا جس نے تمام ابتدائی اجسام و اجرام کو کُروی شکل پر پیدا کر کے اپنے قانون قدرت میں یہ ہدایت منقوش کی کہ اس کی ذات میں کُرویت کی طرح وحدت اور یک جہتی ہے اس لئے بسیط چیزوں میں سے کوئی چیز سہ گوشہ پیدا نہیں کی گئی۔ یعنی جو کچھ خدا کے ہاتھ سے پہلے پہلے نکلا جیسے زمین، آسمان، سورج، چاند اور تمام ستارے اور عناصر وہ سب کُروی ہیں جن کی کُرویت توحید کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ سو عیسائیوں سے سچی ہمدردی اور سچی محبت اس سے بڑھ کر اور کوئی نہیں کہ اس خدا کی طرف ان کو رہبری کی جائے جس کے ہاتھ کی چیزیں اس کو تثلیث سے پاک ٹھہراتی ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ بڑی ہمدردی یہ ہے کہ ان کی اخلاقی حالتوں کو درست کیا جائے اور ان کی ان جھوٹی امیدوں کو کہ ایک خونی مہدی اور مسیح کا ظاہر ہونا اپنے دلوں میں جمائے بیٹھے ہیں جو اسلامی ہدایتوں کی سراسر مخالف ہیں زائل کیا جائے اور مَیں ابھی لکھ چکا ہوں کہ حال کے بعض علماء کے یہ خیالات کہ مہدی خونی آئے گا اور تلوار سے اسلام کو پھیلائے گا یہ تمام خیالات قرآنی تعلیم کے مخالف اور صرف نفسانی آرزوئیں ہیں اور ایک نیک اور حق پسند مسلمان کے لئے ان خیالات سے باز آجانے کے لئے صرف اسی قدر کافی ہے کہ قرآنی ہدایتوں کو غور سے پڑھے اور ذرہ ٹھہر کر اور فکر اور سوچ سے کام لے کر نظر کرے کہ کیونکر خدائے تعالیٰ کا پاک کلام اس بات کا مخالف ہے کہ کسی کو دین میں داخل کرنے کے لئے قتل کی دھمکی دی جائے۔"

(مسیح ہندوستان میں، رُوحانی خزائن جلد 15 صفحہ 13)

اسی طرح آپؑ فرماتے ہیں:

"مَیں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ مَیں بنی نوع انسان سے ایسی محبت کرتا ہوں جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر مَیں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جس سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بد عملی اور ناانصافی اور بد اخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔"

(اربعین، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 441)

آپؑ فرماتے ہیں:

"یہ اصول نہایت پیارا اور امن بخش اور صلح کی بنیاد ڈالنے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھ لیں جو دنیا میں آئے خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس میں یا چین میں کیا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑ ہا دلوں میں ان کی عزّت اور عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا۔ یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھایا۔"

(روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 359)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے تمام مخالفین کو ملزم و لاجواب کرنے کے لئے مجھے پیش کیا ہے اور مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ ہندوؤں اور عیسائیوں اور سکھوں میں ایک بھی نہیں کہ جو آسمانی نشانوں اور قبولیتوں اور برکتوں میں میرا مقابلہ کر سکے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ زندہ مذہب وہی مذہب ہے جو آسمانی نشان ساتھ رکھتا ہو اور کامل امتیاز کا نور اس کے سر پر چمکتا ہو۔ سو وہ اسلام ہے۔ کیا عیسائیوں میں یا سکھوں میں یا ہندوؤں میں کوئی ایسا ہے کہ اِس میں میرا مقابلہ کر سکے؟ سو میری سچائی کے لئے یہ کافی حجت ہے کہ میرے مقابل

پر کسی قدم کو قرار نہیں۔ اب جس طرح چاہو اپنی تسلّی کر لو میرے ظہور سے وہ پیشگوئی پوری ہو گئی جو براہین احمدیہ میں قرآنی منشاء کے موافق تھی اور وہ یہ ہے۔ هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ (التوبۃ:33)"

(تریاق القلوب، رُوحانی خزائن جلد 15 صفحہ 249)

سامعین! اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں تک محدود نہ رکھنے کے استدعا کرتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں۔

"متکبّر دوسرے کا حقیقی ہمدرد نہیں ہوسکتا۔ اپنی ہمدردی کو صرف مسلمانوں تک ہی محدود نہ رکھو بلکہ ہر ایک کے ساتھ کرو۔ اگر ایک ہندو سے ہمدردی نہ کرو گے تو اسلام کے سچے وصایا اُسے کیسے پہنچاؤ گے؟ خدا سب کا ربّ ہے۔ ہاں مسلمانوں کی خصوصیت سے ہمدردی کرو اور پھر متقی اور صالحین کی اس سے زیادہ خصوصیت سے۔ مال اور دُنیا سے دل نہ لگاؤ۔ اس کے یہ معنے نہیں ہیں کہ تجارت وغیرہ چھوڑ دو بلکہ دل بایار اور دست باکار رکھو۔ خدا کاروبار سے نہیں روکتا بلکہ دنیا کو دین پر مقدم رکھنے سے روکتا ہے۔ اس لیے تم دین کو مقدم رکھو۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 592۔ ایڈیشن 2003ء)

خدا تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت کرتے رہنے کے متعلق فرمایا۔

"یہ بات ہماری جماعت کو خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہرگز نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی بھی نہ مرے گا۔ ہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاَمَّا مَا یَنۡفَعُ النَّاسَ فَیَمۡکُثُ فِی الۡاَرۡضِ (سورۃ الرعد:18) پس جو شخص اپنے وجود کو نافع الناس بنادیں گے ان کی عمریں خدا تعالیٰ زیادہ کرے گا خدا تعالیٰ کی مخلوق پر شفقت بہت کرو اور حقوق العباد کی بجا آوری پورے طور پر بجالانی چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 303۔ ایڈیشن 2003ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں۔

"یہ دستور ہونا چاہیے کہ کمزور بھائیوں کی مدد کی جاوے اور ان کو طاقت دی جاوے۔ یہ کس قدر نامناسب بات ہے کہ دو بھائی ہیں۔ ایک تیرنا جانتا ہے اور دوسرا نہیں۔ تو کیا پہلے کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ دوسرے کو ڈوبنے سے بچاوے یا اس کو ڈوبنے دے۔ اس کا فرض ہے کہ اس کو غرق ہونے سے بچائے اِسی لیے قرآن شریف میں آیا ہے۔ وَتَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰی (سورۃ المائدہ:3) کمزور بھائیوں کا بار اُٹھاؤ۔ عملی، ایمانی اور مالی کمزوریوں میں بھی شریک ہو جاؤ۔ بدنی کمزوریوں کا بھی علاج کرو۔ کوئی جماعت، جماعت نہیں ہوسکتی جب تک کمزوروں کو طاقت والے سہارا نہیں دیتے اور اس کی یہی صورت ہے کہ اُن کی پردہ پوشی کی جاوے۔ صحابہ کو یہی تعلیم ہوئی کہ نئے مسلموں کی کمزوریاں دیکھ کر نہ چڑو کیونکہ تم بھی ایسے ہی کمزور تھے۔ اسی طرح یہ ضروری ہے کہ بڑا چھوٹے کی خدمت کرے اور محبت ملائمت کے ساتھ برتاؤ کرے۔ دیکھو! وہ جماعت، جماعت نہیں ہوسکتی جو ایک دوسرے کو کھائے اور جب چار مل کر بیٹھیں تو ایک اپنے غریب بھائی کا گلہ کریں اور نکتہ چینیاں کرتے رہیں اور کمزوروں اور غریبوں کی حقارت کریں اور اُن کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ایسا ہرگز نہیں چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 263۔ ایڈیشن 2003ء)

سامعین! دہقانی عورتیں ایک دن بچوں کے لئے دوائی وغیرہ لینے آئیں۔ حضور ان کو دیکھنے اور دوائی دینے میں مصروف رہے۔ اِس پر مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کیا کہ حضرت! یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح حضور کا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کے جواب میں حضورؑ نے فرمایا:

"یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ مَیں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوار کھا کرتا ہوں، جو وقت پر کام آجاتی ہیں۔ یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہیئے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 308۔ ایڈیشن 2003ء)

آپؑ اپنے دوستوں اور متبعین کے متعلق فرماتے ہیں۔ "اصل بات یہ ہے کہ ہمارے دوستوں کا تعلق ہمارے ساتھ اعضاء کی طرح سے ہے اور یہ بات ہمارے روزمرہ کے تجربہ میں آتی ہے کہ ایک چھوٹے سے چھوٹے عضو مثلاً انگلی ہی میں درد ہو تو سارا بدن بے چین اور بے قرار ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ٹھیک اسی طرح ہر وقت اور ہر آن میں ہمیشہ اسی خیال اور فکر میں رہتا ہوں کہ میرے دوست ہر قسم کی آرام و آسائش سے رہیں۔ یہ ہمدردی اور یہ غم خواری کسی تکلّف اور بناوٹ کی رو سے نہیں، بلکہ جس طرح والدہ اپنے بچوں میں ہر واحد کے آرام و آسائش کے فکر میں مستغرق رہتی ہے خواہ وہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں۔ اسی طرح مَیں للّٰہی دلسوزی اور

غم خواری اپنے دل میں دوستوں کے لئے پاتا ہوں اور یہ ہمدردی کچھ ایسی اضطراری حالت پر واقع ہوئی ہے کہ جب ہمارے دوستوں میں کسی کا خط کسی قسم کی تکلیف یا بیماری کے حالات پر پہنچتا ہے تو طبیعت میں ایک بے کلی اور گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے اور ایک غم شامل حال ہو جاتا ہے اور جوں جوں احباب کی کثرت ہوتی جاتی ہے اسی قدر یہ غم بڑھتا جاتا ہے اور کوئی وقت ایسا خالی نہیں رہتا جب کہ کسی قسم کا فکر اور غم شامل حال نہ ہو، کیونکہ اس قدر کثیر التعداد احباب میں سے کوئی نہ کوئی، کسی نہ کسی غم اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس کی اطلاع پر ادھر دل میں قلق اور بے چینی پیدا ہو جاتی ہے۔ مَیں نہیں بتلا سکتا کہ کس قدر اوقات غموں میں گزرتے ہیں۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی ہستی ایسی نہیں جو ایسے ہموم اور افکار سے نجات دیوے اس لئے مَیں ہمیشہ دعاؤں میں لگا رہتا ہوں اور سب سے مقدم دعا یہی ہوتی ہے کہ میرے دوستوں کو ہموم اور غموم سے محفوظ رکھے، کیونکہ مجھے تو ان کے ہی افکار اور رنج غم میں ڈالتے ہیں اور پھر یہ دعا مجموعی ہیئت سے کی جاتی ہے کہ اگر کسی کو کوئی رنج اور تکلیف پہنچی ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کو نجات دے۔ ساری سرگرمی اور پورا جوش یہی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کروں۔ دعا کی قبولیت میں بڑی بڑی اُمیدیں ہیں۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 66۔ ایڈیشن 2003ء)

نوع انسان پر شفقت کرنے کو بہت بڑی عبادت قرار دیتے ہوئے آپؑ نے فرمایا ہے۔

"ایک حدیث میں آیا ہے کہ قیامت میں اللہ تعالیٰ بعض بندوں سے فرمائے گا کہ تم بڑے برگزیدہ ہو اور مَیں تم سے بہت خوش ہوں کیونکہ مَیں بہت بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا کھلایا۔ مَیں ننگا تھا تم نے کپڑا دیا۔ مَیں پیاسا تھا تم نے مجھے پانی پلایا۔ مَیں بیمار تھا تم نے میری عیادت کی۔ وہ کہیں گے کہ یا اللہ! تُو تو ان باتوں سے پاک ہے تو کب ایسا تھا جو ہم نے تیرے ساتھ ایسا کیا؟ تب وہ فرمائے گا کہ میرے فلاں فلاں بندے ایسے تھے تم نے ان کی خبرگیری کی وہ ایسا معاملہ تھا کہ گویا تم نے میرے ساتھ ہی کیا۔ پھر ایک اور گروہ پیش ہو گا۔ اُن سے کہے گا کہ تم نے میرے ساتھ بُرا معاملہ کیا۔ مَیں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ دیا۔ پیاسا تھا پانی نہ دیا، ننگا تھا کپڑا نہ دیا۔ مَیں بیمار تھا میری عیادت نہ کی۔ تب وہ کہیں گے کہ یا اللہ! تُو تو ایسی باتوں سے پاک ہے۔ تُو کب ایسا تھا جو ہم نے تیرے ساتھ ایسا کیا۔ اس پر فرمائے گا کہ میرا فلاں فلاں بندہ اس حالت میں تھا اور تم نے ان کے ساتھ کوئی ہمدردی اور سلوک نہ کیا وہ گویا میرے ہی ساتھ کرنا تھا۔

غرض نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ ایک زبردست ذریعہ ہے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ اس پہلو میں بڑی کمزوری ظاہر کی جاتی ہے۔ دوسروں کو حقیر سمجھا جاتا ہے۔ ان پر ٹھٹھے کیے جاتے ہیں۔ ان کی خبرگیری کرنا اور کسی مصیبت اور مشکل میں مدد دینا تو بڑی بات ہے۔ جو لوگ غرباء کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش نہیں آتے بلکہ ان کو حقیر سمجھتے ہیں مجھے ڈر ہے کہ وہ خود اس مصیبت میں مبتلا نہ ہو جاویں۔ اللہ تعالیٰ نے جن پر فضل کیا ہے اس کی شکرگزاری یہی ہے کہ اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور سلوک کریں اور اس خداداد فضل پر تکبر نہ کریں اور وحشیوں کی طرح غرباء کو کچل نہ ڈالیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 438۔ ایڈیشن 2003ء)

سامعین! آپؑ فرماتے ہیں کہ:

"ہر ایک فریق کے نیک دل اور شریف آدمی کو چاہیے کہ خودغرض بادشاہوں اور راجاؤں کے قصوں کو درمیان میں لا کر خواہ نخواہ ان کے کینوں سے جو محض نفسانی اغراض پر مشتمل تھے آپ حصّہ نہ لیں وہ ایک قوم تھی جو گزر گئی ان کے اعمال ان کے لئے اور ہمارے اعمال ہمارے لئے ہمیں چاہیے کہ اپنی کھیتی میں ان کے کانٹوں کو نہ بوئیں اور اپنے دلوں کو محض اس وجہ سے خراب نہ کریں کہ ہم سے پہلے بعض ہماری قوم میں ایسا کر چکے ہیں۔"

(ست بچن صفحہ 106)

تاریخ احمدیت گواہ ہے کہ ان پاک تعلیمات کی روشنی میں افرادِ جماعتِ احمدیہ انسانیت کی خدمت اور اس سے سچی ہمدردی کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں اپنے صحابہ کے اندر خدمت انسانیت کا جذبہ اس قدر کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا کہ کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی احمدی کو خدمت کا موقع ملا ہو اور اُس نے ہاتھ سے جانے دیا ہو۔ گالیاں سن کر دعا دینے کا موقعہ ملا ہو تو اس میں ایک امتیازی نمونہ قائم کر کے نہ دکھایا ہو یا سُکھ آرام دینے کا موقع آیا اور اُس میں بھی مثال قائم نہ کی ہو۔ بُری عادت کو دیکھ کر انکساری کو انتہا تک نہ پہنچا دیا ہو اور کبھی کسی انسان کو انسان کی ضرورت پڑی ہو تو جماعت احمدیہ کے افراد ایسے وقت میں صف اوّل میں نظر نہ آئے ہوں۔ کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہوتے وقت ہر احمدی یہ عہد کرتا ہے کہ

"عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچائے گا۔"

یہ دائرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافتِ کے مبارک ادوار میں بہت وسعت پکڑ تا گیا۔ اب ایک سو چھتیس سالوں میں جماعت مِن حیث الجماعت اور ذیلی تنظیمیں اپنی اپنی بساط، قابلیت وصلاحیت اور اُن کی استعدادوں کے مطابق اپنے اپنے دائرہ کار میں خدمتِ انسانیت میں مصروفِ عمل ہیں۔ اطفال الاحمدیہ اپنے دائرہ میں اپنی استطاعت کے مطابق انسانی خدمت پر مامور ہیں۔ یہ ننھے بچے پیاسوں کو پانی پلانا، مسافروں کو راستہ بتانا اور ان کا بوجھ اٹھانا، ہمسایوں کا سودا سلف لاکر دینا اور بیماروں کی تیمارداری کرنے کا کام سرانجام دیتے ہیں۔ خدام الاحمدیہ کے سپرد ان کی صلاحیت اور قوت کے مطابق خدمتِ انسانیت بجالانے کے لئے غرباء و مساکین کی مدد کرنا، بھوکوں کو کھلانا۔ مریضوں کی تیمارداری کرنا۔ مظلوم کی مدد کرنا، شادی کے انتظامات کرنا۔ تجہیز و تکفین کے انتظامات میں مدد کرنا۔ خون کا عطیہ دینا وغیرہ کیا گیا ہے۔ اِن کے اِس سلسلہ میں شعبہ کا نام خدمتِ خلق ہے۔ اس طرح "انصار اللہ" میں ایثار کے نام سے شعبہ مقرر ہے جس کے تحت فری میڈیکل کیمپنگ اور کئی کام جاری رہتے ہیں۔ "ناصرات الاحمدیہ" اور پھر "لجنہ اماء اللہ" سب اپنے اپنے حلقہ اور اپنے اپنے دائرہ میں بڑے ٹھوس اور موثر پیمانے پر انسانی خدمت بجالارہے ہیں اور یہ خدمت کا دائرہ اس قدر وسعت پکڑ چکا ہے کہ اِن کی خدماتِ انسانیت کی وساطت سے "خدمتِ انسانیت" جماعتِ احمدیہ کی پہچان بن چکی ہے۔

جماعتی سطح پر دیکھیں تو لنگر خانہ کا نظام خدا کے فضل سے جو دنیا بھر کے اکثر جماعتوں میں جاری وساری ہے جماعتِ احمدیہ کی خدمتِ انسانیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جس سے بلحاظ رنگ ونسل قوم وملت سبھی مستفید ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی جماعت میں جو "نظام وصیت" جاری فرمایا ہے۔ جو آئندہ دنیا کے مختلف اقتصادی نظاموں میں "نظام نو" ثابت ہوگا جس کی رو سے ہر وصیت کرنے والا اپنی آمد کا اور جائیداد کا کم از کم 1/10 حصہ سلسلہ احمدیہ کو دیتا ہے جس سے اشاعت اسلام اور تبلیغ حق کے ساتھ ساتھ یتیموں اور مسکینوں، مستحقین اور نو مسلموں پر بھی خرچ کیا جاتا ہے۔

سامعین! حضرت خلیفۃُ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، آپؑ کے اُسوہ اور تعلیم کو احبابِ جماعت کی زندگیوں کا حصہ بننے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں۔ یہ نعرہ ہم خاص طور پر غیروں کے سامنے پیش کرتے ہیں... ہم یہ نعرہ بلند کرتے ہیں کہ ہم آپس میں نفرتوں کی دیواروں کو گرا کر پیار اور محبت سے رہتے ہیں اور رہنا چاہتے ہیں۔ پس اگر ہم کسی بھی قسم کی خدمت انسانیت کرتے ہیں، ہم اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں تو یہ بھی اسی وجہ سے ہے کہ ہمیں دنیا کے ہر انسان سے محبت ہے اور ہم ہر ایک کے دل سے نفرتوں کے بیج ختم کر کے محبت اور پیار کے پودے لگانا چاہتے ہیں۔ یہ سب کیوں ہے؟ اس لئے کہ ہمیں ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سکھایا ہے... ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ نعرہ ایک ذریعہ ہے اس وسیع تر مقصد کے حصول کے لئے جس کی خاطر انسان کی پیدائش ہوئی ہے... اس زمانے میں ہم وہ خوش قسمت جماعت ہیں جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے، ہمدردیٔ خلق اور محبت کے اصول اپنانے کے لئے چنا ہے اور آپؑ نے ہمیں وہ اصول سکھائے اور تعلیم دی۔"

(خطبات مسرور جلد 12 صفحہ 280-282)

پھر آپ ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جماعت میں خدمت خلق اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے جتنا زور دیا جاتا ہے اور ہر امیر غریب اپنی بساط کے مطابق اس کوشش میں ہوتا ہے کہ کب اسے موقع ملے اور وہ اللہ کی رضا کی خاطر خدمت خلق کے کام کو سرانجام دے۔ کیوں ہر احمدی کا دل خدمت خلق کے کاموں میں اتنا کھلا ہے اس لئے کہ اسلام کی جس خوبصورت تعلیم کو ہم بھول چکے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو پھر اس کی مخلوق سے اچھا سلوک کرو، ان کی ضروریات کا خیال رکھو۔ یہ بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے قرب سے نوازے گا۔ اس خوبصورت تعلیم کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی شرائط بیعت کی ایک بنیادی شرط قرار دیا ہے کہ میرے ساتھ منسلک ہونے کے بعد اپنی تمام تر طاقتوں اور نعمتوں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی نہ صرف ہمدردی کرو بلکہ ان کو فائدہ بھی پہنچاؤ۔"

(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 398)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی حضرت مسیح موعودؑ کی اقتداء میں خادمِ نوعِ انسان بن کر خدمتِ انسانیت کے حقوق ادا کرتے رہنے کی توفیق سے نوازتا رہے۔ آمین

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✿✿✿✿